ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-21

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

ڈاکٹر سامیہ احسن

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، منہاج یونیورسٹی لاہور

بیگم عبدالقادر کے افسانوں میں نسوانی کردار۔ تنقیدی جائزہ

Dr Samia Ahsan *
Assistant professor Urdu, Minhaj University Lahore.

***Corresponding Author:** saamia.ahsan@gmail.com

A critical Analysis of Female characters in the Fiction of Begum Abdul Qadir

There was an aspect of romanticism which was very popular in Europe and especially in England during the romantic movement, but its tradition was not present in Urdu fiction. These were mysterious stories based on mystery, fear and terror. Mrs. Abdul Qadir introduced this style of story in Urdu. This attitude made her stand apart from the fiction writers of her time.In the stories of Mrs.Abdul Qadir, there is a deep influence of old legendry stories and mythology, but this influence is limited to the environment or events. As far as her characters are concerned, they are often simple and ordinary people, especially their female characters. In them we see the traditional woman of India. These characters belong to our own world but the events around them make them special and mysterious. Although Mrs. Abdul Qadir's woman is usually a housewife, but she is not a timid and scared woman. Instead, she is strong, fearless and brave. Thus, the woman in her stories is oppressed but not passive. She fights against the odds and plays a possitive role in the life.

Key Words: *Romanticism, mysterious stories, supernatural elements, female characters, strong, fearless and brave woman, Beauty.*

رومانویت کا ایک رنگ ایسا تھا جو یورپ اور خصوصاً انگلستان میں تو رومانوی تحریک کے دوران بہت مقبول رہا تھا مگر اردو افسانے میں اس کی روایت موجود نہیں تھی۔ یہ تحیر، خوف اور دہشت کی فضا

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-21
ماخذ تحقیقی مجلہ

کا رنگ تھا۔ مسز عبدالقادر نے کہانی کے اس انداز کو اردو میں متعارف کروایا۔ انھوں نے پراسراریت ، خوف اور تحیر کے واقعات کو اپنے افسانوں کا موضوع بنایا۔ اس روش نے انھیں اپنے دور کے افسانہ نگاروں سے جدا اور منفرد مقام پر فائز کر دیا۔

مسز عبدالقادر کے ہاں قدیم تہذیب وتمدن کی جھلکیاں بھی ملتی ہیں اور مافوق الفطرت عناصر بھی، عشق و محبت کے جذبات کی فراوانی بھی ہے اور قدرت کے حسین نظاروں کی منظر کشی بھی، لیکن افسانے کی مجموعی فضا پر خوف اور دہشت کا غلبہ ہوتا ہے۔ ہیبت ناک ماحول کی عکاسی پر انھیں بہت قدرت حاصل ہے۔ مسز عبدالقادر کے بعد بھی بہت کم لوگوں نے اس راہ کا انتخاب کیا ہے،اس لیے افسانہ نگاری کی تاریخ میں ان کا مقام منفرد اور نمایاں ہے۔ ان کی وجہ سے اردو افسانہ رومانویت کے اس ذائقے سے آشنا ہوا اور اس میں تنوع پیدا ہوا۔

> ”مسز عبدالقادر کے افسانے نہ صرف موضوعی سطح پر منفرد ہیں بلکہ اسلوبیاتی سطح پر الگ ذائقہ کے حامل ہیں۔ تحیر خیزی اور دہشت ناکی کی پیش کش کے ساتھ ان کا رومانی رویہ انہیں اردو کے بڑے رومانی تخلیق کاروں میں اہم مقام دلاتا ہے۔“(۱)

مسز عبدالقادر نے اس راستے کو کسی کے اثر کے تحت نہیں بلکہ اپنی افتادِ طبع کے باعث اختیار کیا اور اپنی الگ راہ نکالی۔ انھوں نے اردو افسانے میں خوف، دہشت اور تحیر کے عناصر کو داخل کیا۔ اگرچہ ان کی پیروی میں حجاب امتیاز علی نے بھی کچھ ہیبت ناک کہانیاں لکھیں لیکن حجاب کے افسانوں میں اسرار ناقابلِ فہم اور ناقابلِ توجیہہ ہے ، جب کہ مسز عبدالقادر کے افسانوں میں تحیر کے یہ عناصر عقیدے کی حیثیت سے آتے ہیں؛ ایسا عقیدہ جس پر مصنفہ خود بھی یقین رکھتی ہیں اور ان کی توجیہات بھی پیش کرتی ہیں اور جو ماورائے عقل ہونے کے باوجود افسانے میں مسلمات کے طور پر تسلیم کیے جاتے ہیں۔

مسز عبدالقادر کے افسانوں میں داستان اور اساطیر کا گہرا اثر نظر آتا ہے لیکن یہ اثر ماحول اور فضا یا واقعات تک محدود ہے۔ جہاں تک ان کے کرداروں کا تعلق ہے وہ اکثر سیدھے سادے اور عام قسم کے لوگ ہیں، خصوصاً ان کے نسوانی کردار۔ ان میں ہمیں ہندوستان کی روایتی عورت نظر آتی ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-21
ماخذ تحقیقی مجلہ

ان کے یہ کردار ہماری اپنی دنیا سے تعلق رکھتے ہیں لیکن ان کے آس پاس ہونے والے واقعات ان کو خاص اور پُراسرار بنا دیتے ہیں۔ان کے افسانوں کے مقامات بھی ان جانے نہیں بلکہ جانے پہچانے ہندوستانی علاقے ہیں۔ مثلاً جموں و کشمیر کی وادی، پشاور، قلعہ روہتاس، ڈلہوزی، لاہور وغیرہ۔اِن جانے بوجھے علاقوں میں پیش آنے والے اَن جانے اور انہونے واقعات حقیقت کو خواب سے ملا دیتے ہیں اور یوں ان کے افسانے حقیقت اور متخیلہ کا امتزاج بن کر ہمارے سامنے آتے ہیں۔

ایک سچے رومانوی کی طرح حسن کا بیان مسز عبدالقادر کا دل پسند موضوع ہے۔یہ حسن مناظرِ فطرت میں بھی نظر آتا ہے اور کرداروں میں بھی۔ ان کے مردانہ کردار بھی حسنِ صورت کا مرقع ہوتے ہیں لیکن نسوانی حسن کے بیان میں ان کا قلم زیادہ پر جوش اور رواں محسوس ہوتا ہے۔عورت کے حسن کو وہ ایک دفعہ بیان کر دینے پر اکتفا نہیں کرتیں بلکہ بار بار اس کی تفصیلات بیان کرتی ہیں۔ حسن کی ہر کیفیت اور ہر عالم انھیں حسین معلوم ہوتا ہے، جو انھیں بار بار اظہار پر اکساتا ہے۔ان کی عورت کا حسن عام نہیں بلکہ حیران کن حد تک ہے اور عورت کا یہ تحیّرزا حسن ان کے پُراسرار ماحول کا حصہ بلکہ اس کے اسرار کو بڑھانے کا سبب بن جاتا ہے۔یہی حسن ان کی عورت کی شخصیت کی بنیادی قدر بن گیا ہے۔مریم، مالا، متوالا، شگوفہ، فاخرہ، مریستار، زیتون، ہاجرہ، ستیہ بالا، زلیخا، یشودھا، کملا، زرینہ، شمشاد، شانتی، گیتی آرا، گل نو سب حسن و جمال میں بے مثال ہیں اور ان کا حسن کہانی کے کسی نہ کسی اہم موڑ کا سبب بن جاتا ہے:

> ”آہ کیا بتاؤں وہ کس قدر حسین تھی۔حسن کی تجلیوں سے ہماری آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔اس کی نورانی جھلک سے گمان ہوا جیسے چاند یکا یک کالی بدلیوں سے نکلا ہو۔اس کی سرخ و سفید رنگت بالکل اس طرح تھی جیسے میدہ اور شہاب سمویا ہوا ہو۔اس کے خوش خط ہلالی ابروؤں کے نیچے بڑی بڑی مست آنکھوں میں مے خانوں کی بستیاں آباد تھیں۔اس کے گیسوؤں سے مصور کی دعا لپٹی ہوئی تھی۔اس کا گول اور درخشاں چہرہ آفتاب کو شرما رہا تھا اور گداز بازوؤں میں بت کدے کی راگنی سوئی ہوئی تھی۔ غرض یہ کہ ہر لحاظ سے وہ تخلیق کی پہلی سحر معلوم ہوتی تھی۔“(۲)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-21

شگوفہ کا یہی حسنِ جہاں سوز افسانے کے ہیرو کو اپنے جال میں گرفتار کرنے اور اسے اپنے مقصد کے لیے استعمال کر کے افسانے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا سبب بن جاتا ہے۔اسی طرح ”راہبہ“ کی مریم کا حسن ایک زاہدِ خشک راہب دانیال کو بہکا کر شیطان کا پجاری بننے پر مجبور کر دیتا ہے تو مالا کا حسنِ بے نظیر جمیل کو گناہوں کی زندگی سے توبہ کرنے پر مجبور کر دیتا ہے اور ان حسین عورتوں کا خاکہ مسز عبدالقادر کا قلم یوں کھینچتا ہے:

> ”مریم لوقس ہندوستانی نسل کی نو عمر راہبہ، جو اپنے دمکتے ہوئے حسن اور شہابی چہرے کے باعث کانونٹ کا چاند کہلاتی تھی؛ وہ مشرقی حسن و جمال کا بہترین نمونہ تھی۔گویا کسی چابک دست مشاق مشرقی مصور نے اپنے تمام تر تخیلات کو یک جا کر کے اس کی تصویر بنائی تھی اور حسنِ ماضی و مستقبل کے سارے رنگ اس میں بھر دیے تھے۔“(۳)

> ”یہ چہار دہ سالہ لڑکی (مالا) ملکوتی معصومیت اور مقدس سادگی کا مرقع تھی جو حسن و جمال کے لحاظ سے لاکھوں میں انتخاب اور کروڑوں میں لاجواب تھی۔اس کا شفاف جسم چنبیلی کی کلیوں سے زیادہ نرم و نازک تھا۔اس کے ملائم اور سڈول اعضاء مقیشی تاروں کی طرح لچک دار تھے۔اس کے آبِ زر سے دھوئے ہوئے لمبے طلائی بال سنہری آبشار کی طرح گداز شانوں پر لہراتے ہوئے کمر سے نیچے لٹک رہے تھے۔اس کا چاند کی تنویروں میں سمویا ہوا سفید بے داغ رنگ جس کی تہہ میں صحت و تن درستی کا گلابی رنگ جھلکتا تھا، اور آسمان کی نیلاہٹوں میں رنگی ہوئی خوش نما آنکھیں اس کے یورپین نسل ہونے کی شاہد تھیں۔“(۴)

حسنِ صورت کے ساتھ ساتھ ان کے نسوانی کردار ذہانت سے بھی سرفراز ہیں۔شگوفہ جو ایک حسین پٹھان لڑکی ہے اور جو کشمیر کی وادیوں میں اپنے خاندان کے ہمراہ جا بستی ہے۔رفتہ رفتہ اہلِ خانہ کے مرنے کے بعد تنہا رہ جاتی ہے۔خوب صورت اور جوان لڑکی کا تنہا رہنا ممکن نہیں لیکن وہ اپنی ذہانت سے گاؤں کے باسیوں کو اپنے مافوق الفطرت اور غیر معمولی ہستی ہونے کا یقین دلا دیتی ہے اور یوں اس مفلس گاؤں میں بھی نہایت شان و شوکت اور عیش سے زندگی بسر کرتی ہے۔اسی طرح

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-21

"لاشوں کا شہر" کی فرزانہ بھی حقیقتاً فرزانہ ہے۔حالات کو سمجھنے اور مسائل کا حل نکالنے میں وہ اپنے ساتھی مردوں سے کہیں زیادہ تیز ہے۔

مسز عبدالقادر نے جس زمانے میں افسانہ نگاری شروع کی یہ وہ زمانہ تھا جب ہندوستان میں عورت کے مسائل اور زبوں حالی کا شعور بیدار ہو چکا تھا اور بہت سے قلم کار اس کو موضوع بنا کر اصلاحِ احوال کی کوششیں کر رہے تھے۔اگرچہ مسز عبدالقادر کا میدان یہ نہ تھا اور نہ ہی ان کی افسانہ نگاری کا مقصد معاشرتی اصلاح کا جذبہ تھا، لیکن ایک حساس فن کار کی طرح وہ اپنے معاشرے سے کٹ کر نہ رہ سکتی تھیں۔چنانچہ جب انھوں نے اپنے افسانوں کے لیے ہندوستان کی ایک عام عورت کو منتخب کیا تو اس کے مسائل اور معاشرے میں اس کی کم تر حیثیت کا احساس خود بخود ان کی کہانیوں میں در آیا۔ان کی کہانیاں معاشرے کے کسی ایک طبقے سے تعلق نہیں رکھتیں بلکہ ان میں ہر طبقے کے کردار نظر آتے ہیں۔زیتون، شانتی، جودھا اگر طبقۂ امرا میں سے ہیں تو گیتی آرا، شہزادی، کملا، زرینہ متوسط طبقے سے تعلق رکھتی ہیں اور فرزانہ، ہاجرہ، ریشمہ معمولی حیثیث کی عورتیں ہیں۔لیجاوتی اور ستیہ بالا برہمن زادیاں ہیں تو یاسمین اور شمشاد لاوارث لڑکیاں ہیں۔لیکن ہیں سب ہندوستانی۔لہٰذا ان کے خواص اور ان کے حالات میں بڑی مماثلت ہے۔مسز عبدالقادر کی یہ ہندوستانی عورت اپنی معاشرتی اقدار کی پاسبان ہے اور ہندوستان کی باوفا بیوی کی نمائندہ ہے۔افسانہ "زیتون" کی ہیروئن یاسمین جو بعد میں زیتون کے نام سے پکاری جاتی ہے، ایرانی ماں اور ہندوستانی باپ کی بیٹی ہے۔اس چندے آفتاب چندے ماہتاب مشرقی لڑکی کے رگ و پے میں وفا داری کا جذبہ خون بن کر دوڑ رہا ہے۔اس کا شوہر ایک نادیدہ صورت کا عاشق ہے اور اسے (زیتون کو) دیکھے بغیر رَد کر چکا ہے۔لیکن زیتون شوہر کی اس نااتفاقی اور طویل عرصے تک کی بے رخی کے باوجود اس کی محبت میں گرفتار ہے اور شوہر کی محبت کے بغیر اس کے لیے دنیا کی کوئی خوشی خوشی نہیں رہی ہے۔

> "اب میں تینوں گھروں پر حکمران تھی۔ہر طرف میرا ہی دور دورہ تھا۔دولت، عزت، مسرت اور حکومت میری ادنیٰ کنیزیں تھیں۔مگر ایک خار تھا جو میرے دل میں کھٹکتا تھا۔ایک پھانس تھی جو میرے کلیجے میں چبھتی تھی۔ایک آگ تھی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-21

> جو میرے سینے میں سلگ رہی تھی۔ یہ انتشار اور اندرونی خلش صرف اس ہستی کے طرزِ عمل کی وجہ سے تھی جس کی الفت میرے دل و دماغ پر حاوی تھی۔"(۵)

"زیتون" کی طرح "ارواحِ خبیثہ" کی فاخرہ بھی ایک وفا شعار بیوی ہے جس کا شوہر التباسِ نظر کا شکار ہو کر اپنی بیوی سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ وہ شبِ عروسی کو ہی اپنی بیوی کو ٹھکرا دیتا ہے لیکن فاخرہ خاموشی سے، حرفِ شکایت زبان پر لائے بغیر اس کے نام پر زندگی گزارتی رہتی ہے اور جب اس کا شوہر خون کی کمی کا شکار ہو کر جاں بہ لب ہوتا ہے تو فاخرہ اپنا خون دے کر اس کی جان بچا لیتی ہے اور خود موت کے منہ میں چلی جاتی ہے۔ "گلنار" کی "گیتی آرا" شوہر کی دوسری شادی پر صبر کا گھونٹ پی کر رہتی ہے لیکن شوہر کے خلاف ایک لفظ زبان پر لانے کی روادار نہیں ہوتی اور جب کئی سال بعد وہ اس کی طرف رجوع کرتا ہے تو بغیر شکوہ شکایت کیے راضی ہو جاتی ہے۔ 'منوہر" کی ہیروئن بھی اپنے شوہر اشرف کی ہر فروگذاشت پل بھر میں معاف کر کے دل صاف کر لیتی ہے۔ اور اسی افسانے میں رُکمنی سال ہا سال اپنے لاپتہ شوہر کے انتظار میں محنت مشقت کر کے اپنی زندگی کے دن صبر و شکر سے گزارتی رہتی ہے۔ "راہبہ" میں پارسی سیٹھ لال جی کی بیوی فیروزہ بائی اپنے شوہر کی بے وفائی کے باوجود اسے طوائف کے قبضے سے چھڑانے کے لیے تنہا پشاور آ کر دیوانہ وار اسے تلاش کرنے لگتی ہے:

> "اس کو کسی نے خبر دی کہ وہ پشاور میں بڑا فورٹ روڈ پر کسی طوائف کے پاس رہتا ہے۔ اس عورت کو چوں کہ اپنے خاوند سے بہت محبت تھی اور اس سے جدا نہ رہ سکتی تھی، اس لیے گھر والوں سے چوری چھپے اس کے پیچھے ہی پشاور چلی آئی اور اب اسی کی تلاش میں اس شاہ راہ پر دھکے کھا رہی تھی۔"(۶)

یہی مشرقی اور ہندوستانی پتی ورتا عورت مسز عبدالقادر کی ہیروئن ہے۔ ان کے افسانوں میں اس کے اوپر کیے جانے والے مظالم بھی کہانی کے ساتھ ساتھ چلتے رہتے ہیں۔ یہ عورت جو اس قدر وفا شعار ہے کہ اپنے شوہر کے سوا کسی دوسرے مرد کا منہ دیکھنا پسند نہیں کرتی، اس کا شوہر ناقدر شناس ہی نہیں بلکہ جلد باز اور شکی مزاج بھی ہے۔ اس کی برسوں کی تپسیا کو پل بھر کے شک کی نذر کر دیتا ہے۔ "یوم محبت" کا ناصر اپنی نیک اور پاکیزہ کردار بیوی کے ساتھ ایک لمبا عرصہ گزارنے کے باوجود

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-21
ماخذ تحقیقی مجلّہ

بھی ایک خط کو پا کر اس سے وضاحت طلب کرنے کی بجائے یک دم بدگمان ہو کر الزامات کی بوچھاڑ کر دیتا ہے:

> "اے بدنام کنندۂ الفت! تُو نے مجھے اسی لیے بچایا تھا کہ میرا شیشۂ دل سنگِ بے وفائی سے چکنا چور کرے۔ آہ خوب صورت ناگن! میں نہ جانتا تھا کہ تیرا دل اتنا سیاہ ہے۔ اُف عورت سے وفاداری کی امید فضول ہے۔ میں کیسا احمق تھا، دوبارہ اس آگ سے کھیلا جس نے مجھے جلا کر خاکستر کر دیا۔"[۷]

مرد کے کانوں کا کچا اور جلد باز ہونے نے عورت کی زندگی تلخ کر رکھی ہے۔ "منوہر" میں اشرف اپنی بہن کی لگائی بجھائی میں آ کر بیوی کو گھر سے نکال دیتا ہے اور خود دوسری شادی کر لیتا ہے۔ "سمادھ کا بھوت" میں دوسری بیوی نندنی کی باتوں میں آ کر گوکل ستیہ بالا کو گھر سے نکال دیتا ہے۔ "لاشوں کا شہر" میں بوڑھی فرزانہ بے اولاد ہونے کے جرم میں گاؤں والوں کے بھڑکانے پر شوہر سے بڑھاپے میں بھی مار کھاتی ہے۔ عورت کی یہ مظلومیت بلا امتیازِ مذہب و حیثیت ہے۔ چنانچہ برہمن زادی ستیہ بالا بھی اسی طرح شوہر کے ہاتھوں اذیت اٹھاتی اور دھکے دے کر گھر سے نکالی جاتی ہے جس طرح غریب مسلمان ریشمہ۔

شوہر کی بے وفائی کا موضوع مسز عبدالقادر نے اپنے اکثر افسانوں میں چھیڑا ہے لیکن ان کی کہانیوں میں جہاں یہ بے وفائی بیوی کی زندگی کو خراب کرتی ہے وہاں شوہر بھی اس کے بعد خوش نہیں رہ پاتا بلکہ قدرت کسی نہ کسی شکل میں اس کا انتقام ضرور لیتی ہے۔

مسز عبدالقادر کا افسانہ "پاداشِ عمل" دو ایسے ہی میاں بیوی کی کہانی ہے جو عورت کے المیے کو تو بیان کرتی ہے لیکن مرد کو جواب دہی کا احساس بھی دلاتی ہے۔ ریشمہ ایک ایسی بے بس عورت ہے جسے اس کے شوہر نے عمر بھر کی وفاؤں اور خدمتوں کے صلے میں ہاتھ میں بتیس روپے حق مہر تھما کر زمانے کی ٹھوکروں میں چھوڑ دیا۔ اس کا بیمار بچہ مر گیا اور وہ خود نیم دیوانی ہو کر قلعہ روہتاس کے پاس ایک چھوٹے سے گاؤں میں زندگی کے دن پورے کرنے لگی۔ لیکن اس دیوانگی میں بھی اسے قدرت کے انتقام اور خدا کے انصاف کا یقین ہے:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-21
ماخذ تحقیقی مجلہ

"لو یہ بتیس روپے ہیں جو ہاشم نے مجھے بطور حق مہر دیے تھے۔ یہ اسے واپس دے دو۔ کیا ان چند ٹکوں سے اس ظلم و ستم کی تلافی ہو سکتی ہے جو اس نے مجھ بے زبان پر توڑے؟ اور کیا ان سے میری کھوئی ہوئی محبت واپس مل سکتی ہے؟ کیا ان سے میرا ٹوٹا ہوا دل جڑ سکتا ہے؟ یہ میرے ناسور دل پر مرہم کا کام دے سکتے ہیں؟ کیا ان سے خوشی اور سکون خریدے جا سکتے ہیں؟ نہیں کبھی نہیں۔۔۔ ان چند ٹکوں کی ادائیگی پر وہ خدا کے سامنے سچا نہیں ہو سکتا۔ وہ خدا کو دھوکا دینا چاہتا تھا مگر خود ہی اس دھوکا میں گرفتار ہو گا۔ اس سے کہہ دو کہ اے انسان نما درندے! میں نے اس عظیم الشان عدالت میں جس کے سامنے دنیا کی تمام عدالتیں ہیچ ہیں، انصاف کا دعویٰ کیا ہوا ہے۔ تو بدلے کے لیے تیار ہو جا اور آج سے چالیسویں دن اسی بڑی عدالت میں حاضر ہو کر جواب دہی کر۔"(۸)

اس مظلوم عورت کی آہ عرش تک پہنچتی ہے اور ٹھیک چالیسویں دن اس کا شوہر مر جاتا ہے۔ بتیس روپے جن کے عوض اس نے ریشمہ کو باندی سے بھی کم تر حیثیت دی تھی، اس کے دیگر بد اعمال کے ساتھ ہی اس کی قبر میں دفن ہو جاتے ہیں:

"جب جنازہ تیار ہوا تو میں نے وہ بٹوہ جو پگلی نے دیا تھا، کفن کے اندر رکھوا دیا۔"(۹)

مسز عبدالقادر کا یہ افسانہ ان کے سماجی شعور، گہرے مشاہدے اور حساس فطرت کا غماز ہے۔ اور ریشمہ ہندوستان کی ان لاکھوں کروڑوں عورتوں کی نمائندہ ہے جو معاشرے کی ناقدری پر زبانِ حال سے شکوہ کناں ہیں اور سسکتی ہوئی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ "پاداشِ عمل" میں مسز عبدالقادر کا جذبۂ اصلاح بھی کار فرما نظر آتا ہے اور ریشمہ کی شکل میں عورت کا ادراکِ حقیقت بھی سامنے آتا ہے اور ہم جان لیتے ہیں کہ عورت اپنے استحصال سے بے خبر نہیں۔ اس کی فطری نیکی اور معاشرے کے قوانین جن کے تحت اس کی تربیت کی جاتی ہے، اسے صبر، تحمل، وفاداری اور ایثار پر مجبور کرتے رہتے ہیں۔ وہ بے وفا شوہر کے نام پر بیٹھی رہتی ہے کیوں کہ اس سے معاشرے کا یہی تقاضا ہے۔ ابھی اس میں

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-21
ماخذ تحقیقی مجلہ

بغاوت کا حوصلہ نہیں ہے لیکن وہ اپنے ساتھ ہونے والی ناانصافی کو سمجھ بھی رہی ہے اور کہیں کہیں احتجاج بھی کر رہی ہے؛ اگرچہ اس احتجاج کے نتیجے میں اسے دھکے ہی مل رہے ہیں۔

مسز عبدالقادر کے افسانے زیادہ تر کرداری نہیں بلکہ واقعاتی ہیں۔اس لیے ان کے کردار عموماً غیر معمولی یا یاداشت میں محفوظ رہ جانے والے نہیں ہوتے، لیکن ”راہبہ“ ایک ایسا افسانہ ہے جس میں شامل تمام نسوانی کردار بے حد جاندار اور غیر معمولی ہیں۔راہبہ مریم ایک ایسی لڑکی ہے جس کے زہد شکن حسن نے راہب دانیال کو رستے سے بھٹکا دیا ہے لیکن خود اپنی عبادت اور ریاضت سے اس نے صرف اپنے نفس پر ہی قابو نہیں پایا بلکہ اپنے خلاف صف آرا شیطانی قوتوں پر بھی حاوی ہو گئی ہے۔

راہبہ مریم کے کردار میں عورت کی ذات میں موجود امکانات کی نشان دہی ملتی ہے۔عورت جسے عموماً رشتوں کے حوالے سے پہچانا جاتا ہے اور مرد کے ساتھ منسوب سمجھا جاتا ہے، اپنی بھی ایک الگ ہستی رکھتی ہے۔عورت جسے کمزور سمجھ کر معاشرتی سہاروں کا محتاج سمجھا جاتا ہے اپنے عزمِ صمیم اور قوتِ ارادی کے بل پر تنہا بڑے بڑے معرکے سر کر سکتی ہے۔راہبہ کا نام یہاں ایک علامت کے طور پر بھی استعمال ہوا ہے۔”مریم“ جو اپنی عبادت و ریاضت سے ایک لازوال حیثیت اختیار کر گئیں اور جنھوں نے بن باپ کے بچے کو جنم دیا، انھی کی مانند اس معبد کی راہبہ مریم بھی انتہائی عابد و زاہد ہے اور اپنی اسی عبادت و ریاضت کے بل پر وہ روحانیت کے اس درجے کو پہنچ گئی ہے جہاں وہ شیطانی طاقتوں کو بھی پچھاڑ دیتی ہے۔اس سے بھی ایک ناجائز بچی کی پیدائش منسوب کی جاتی ہے لیکن یہ اس پر الزام ہے۔حقیقت یہ ہے کہ شیطان مریم کو قابو کرنے میں ناکام ہو کر بڑی تدبیر سے اس کا ہم زاد اس سے الگ کر دیتا ہے اور اسے راہب دانیال کے حوالے کر دیتا ہے جس سے تعلق کے نتیجے میں ایک بچی جنم لیتی ہے جو ہو بہو مریم کی شکل کی ہے۔اسی لیے گرجے کے لوگ مریم پر شک کرتے ہیں۔مگر بوڑھی راہبہ کے منہ سے ناجائز تعلقات اور بچی کا الزام سن کر مریم کے اندر بغاوت سر اٹھاتی ہے اور وہ اپنی توہین پر سراپا احتجاج بن جاتی ہے۔

”مگر گرجے میں بچی کی پیدائش خفیہ کیسے رہ سکتی تھی، اس نے تیوری پر بل ڈالتے ہوئے کہا۔’میں اتنا بڑا جرم ہرگز نہیں چھپا سکتی تھی جب تک کہ گرجے کی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-21
ماخذ تحقیقی مجلہ

بڑی راہبہ میری معاون نہ ہوتی۔اس لیے اگر یہ جرم میں نے کیا ہے تو تمھارے ایما پر کیا ہے۔'

'ناپاک، نجس، شیطانہ۔تم ایک کنواری راہبہ پر ایسا شرم ناک الزام لگا رہی ہو۔'

بڑی راہبہ نے تلملا کر کہا۔'لیکن تم نے بھی ایک کنواری راہبہ پر الزام لگایا ہے۔'

مریم نے برجستہ برا فروختگی سے جواب دیا۔

'تمھیں اپنے کنوارے پن کا ثبوت دینا ہو گا۔' راہبہ نے کڑک کر کہا۔

'تو میں تیار ہوں۔' مریم نے مقابلتاً چلا کر کہا۔

'تمھارا ڈاکٹری معائنہ ہو گا۔' راہبہ نے دوبارہ دھمکاتے ہوئے کہا۔

'بڑی خوشی سے۔' مریم نے نڈر ہو کر جواب دیا۔''(۱۰)

ڈاکٹری معائنے سے مریم کی بے گناہی ثابت ہوتی ہے لیکن مریم بوڑھی راہبہ کو معاف کر نے پر تیار نہیں ہوتی بلکہ کانونٹ سے ہی بد ظن ہو کر پادریوں کے سمجھانے اور سختی کے باوجود فرار ہو جاتی ہے۔یہاں مریم کی سرکش فطرت ہمارے سامنے آتی ہے جسے جھک کر رہنا گوارا نہیں۔نہ تو وہ خود کو نا معتبر ٹھہرانے والوں کو معاف کر سکتی ہے اور نہ ہی طاغوتی طاقتوں کے آگے سر جھکا سکتی ہے۔ چنانچہ وہ گرجے سے فرار ہو کر پہاڑوں میں چلی جاتی ہے۔اور تمام عمر انتہائی کڑی تپسیا سے نہ صرف خود کو شیطانی چالوں سے محفوظ رکھتی ہے بلکہ آخر کار شیطان کے پھیلائے ہوئے جال کو توڑنے میں بھی مدد گار ثابت ہوتی ہے اور اپنے ہم زاد پر بھی قابو پا لیتی ہے۔یوں مریم کی صورت میں وہ عورت ہمارے سامنے آتی ہے جو حالات سے ہار ماننے کے بجائے انھیں اپنے تابع کرنے کا حوصلہ اور استطاعت رکھتی ہے۔وہ ڈری سہمی، مجبور اور بے بس عورت نہیں بلکہ باحوصلہ اور نڈر ہے۔وہ ناکردہ گناہ پر معاشرے کے ہاتھوں سنگسار ہونے کو تیار نہیں بلکہ اپنی بے گناہی ثابت کرنے کے لیے ڈٹ جانے والی عورت ہے۔

مالا اور اس کی ہم زاد متوالا کہانی کے دو ایسے کردار ہیں جو صورت میں تو مریم سے مشابہہ ہیں لیکن فطرت میں بالکل مختلف ہیں۔ان کی فطرت مریم سے ہی نہیں بلکہ ایک دوسرے سے بھی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-21
ماخذ تحقیقی مجلہ

بالکل الگ ہے۔مالا کونونٹ کے سکول میں پڑھنے والی طالبہ ہے جب کہ متوالا پشاور کی معروف رقاصہ ہے۔متوالا ہو بہو مالا کی ہم شکل ہے تاہم

"ہاں اتنا فرق ضرور تھا کہ وہ مالا کی طرح فاترالعقل نہ تھی جو خواہ مخواہ ایک وحشی ہرنی کی طرح خوف زدہ ہو کر سینے پر صلیب کے نشان بنایا کرتی تھی۔بلکہ اس کے برعکس اس میں چلبلا پن، عشوہ گری، شوخیاں اور ناز و غمزے کوٹ کوٹ کر بھرے تھے۔"(۱۱)

مسز عبدالقادر جب ایک ہی صورت کی دونوں لڑکیوں کے حسن کا بیان کرتی ہیں تو ان کے الفاظ کا انتخاب شخصیتوں کے فرق کو واضح کرتا ہے۔جہاں مالا کے حسن کی معصومیت اور پاکیزگی کا تاثر ابھرتا ہے وہیں متوالا کے تعارف سے ہی اس کی شخصیت کی شوخی اور پارہ صفتی نمایاں ہو جاتی ہے۔

"یہ چہار دہ سالہ لڑکی(مالا) ملکوتی معصومیت اور مقدس سادگی کا مرقع تھی۔۔۔ اس کا شفاف جسم چنبیلی کی کلیوں سے زیادہ نرم و نازک تھا۔۔۔اس کا چاند کی تنویروں میں سمویا ہوا سفید بے داغ رنگ۔۔۔اور آسمان کی نیلاہٹوں میں رنگی ہوئی خوش نما آنکھیں اس کے یورپین نسل ہونے کی شاہد تھیں۔"(۱۲)

"وہ (متوالا) سر تا پا حسن و جوانی کے نشے میں سرشار تھی۔اس کا گوہرِ شب تاب کی طرح منور چہرہ ،پھولوں سے بھی زیادہ مہکتا ہوا سڈول جسم ایک آفت برپا کر رہا تھا اور اس کی پریم رس بھری نیلی آنکھیں دل کی گہرائیوں میں اپنی جگہ بنا رہی تھیں۔"(۱۳)

مالا اور متوالا کی شخصیتوں کا یہ فرق اس بات کا غماز ہے کہ عورت اپنی صورت سے نہیں بلکہ سیرت سے پہچانی جانی چاہیے۔مالا اور متوالا علامتی سطح پر مریم کی شخصیت میں خیر و شر کی نمائندہ بھی ہیں۔شر جو کہ انسانی فطرت میں زیادہ طاقت ور ہوتا ہے اور گناہوں کا بوجھ انسان کو بوجھل بنا دیتا ہے، اسی طرح متوالا بھی زیادہ بھر پور اور غیر معمولی وزنی ہے جب کہ خیر کی علامت مالا ناتواں اور بے حد ہلکے وزن کی ہے۔لیکن مریم کی شبانہ روز کی ریاضت بالآخر اس کے باطن کے شر کو زیر کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے۔اسی طرح متوالا ختم ہو جاتی ہے اور مالا صحت مند اور توانا ہو جاتی ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-21

یہ افسانہ مسز عبدالقادر کی کردار نگاری کی بہت عمدہ مثال ہے جس میں انھوں نے عورت کی ذات میں شامل خیر اور شر کے گوناں گو پہلوؤں کی کامیاب عکاسی کی ہے۔

اسی افسانے میں شامل پارسی سیٹھ لال جی کی بیوی فیروزہ بائی کا کردار بھی بہت اہم ہے۔یہ وہ عورت ہے جو اپنی حق تلفی پر راضی بہ رضا ہوکر سر نہیں جھکا دیتی بلکہ اپنے حق کے لیے کسی بھی حد تک جانے کے لیے تیار ہے۔یہ اپنے شوہر کو طوائف (متوالا) کے چنگل سے چھڑانے کے لیے مہینوں نوکروں کے بھیس میں متوالا کی ملازمت کرتی ہے اور بالآخر اپنے مقصد میں کامیاب ہوتی ہے۔یوں یہ اپنی انفعالیت سے خود پر مظلومیت طاری کرنے کے بجائے اپنی فعالیت سے خوشیاں واپس پا لیتی ہے۔

"صدائے جرس" کی شہزادی مریستار بھی مریم کی طرح مردوں سے ہٹ کر اپنی الگ پہچان بنانا چاہتی ہے۔وہ مردوں سے نفرت کرتی ہے اور مذہب کی طرف جنون کی حد تک مائل ہے:

> "اسی مذہبی دیوانگی کی وجہ سے وہ سولہ سال کی عمر میں خدائے رع کے معبد کی راہبہ بن گئی۔اس نے اپنے مذہبی طریقے پر قسم اٹھا کر اعلان کر دیا کہ اب وہ مذہباً یا قانوناً کسی مرد کی نہیں ہو سکتی۔۔۔دو سال کے اندر اندر اس نے اتنی روحانی ترقی کی کہ اس کی عظمت کا سکہ عوام الناس کے دلوں پر بیٹھ گیا۔اس کی زبان میں ایسی تاثیر پیدا ہو گئی کہ جو کچھ وہ زبان سے کہتی پورا ہو جاتا۔یعنی اسے ایک دیوی کا رتبہ حاصل ہو گیا۔"[۱۴]

راہبہ مریم کی طرح مریستار بھی دین کی سچی پرستار تھی۔دونوں کی نفسیاتی خواہش کے ذریعے آزمائش کی گئی۔مریم اس آزمائش میں پوری اتری تھی لیکن مریستار پوری نہ اتر سکی اور خواہشِ نفس میں مبتلا ہو کر ایک مرد سے محبت کر کے گناہ کا ارتکاب کر بیٹھی۔عاشق کی بے وفائی نے پچھتاوے میں مبتلا کیا تو کفارے کے طور پر رع کے سامنے اپنے عاشق کی قربانی پیش کر کے اس کا خون پی لیا اور دوبارہ دیوتا کی نظر میں اتنی معتبر ہو گئی کہ خود اس کی پوجا شروع ہو گئی۔

مریستار کا کردار ایک انتہا پسند کردار ہے۔یا تو مردوں سے نفرت کا یہ عالم تھا کہ ان سے دور رہنے کے لیے مذہبی قسم اٹھا لی، یا عالم یہ ہوگیا کہ ہر سال ایک نئے عاشق کی تلاش میں رہنے لگی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-21
ماخذ تحقیقی مجلہ

جس کے ساتھ کچھ عرصہ دادِ عیش دینے کے بعد توبہ کے طور پر رع کے آگے اس کی قربانی کر کے اس کا خون پینے لگی۔

اس کے کردار میں ہمیں "احتجاجِ مردانگی" کا رویہ اپنی دونوں صورتوں میں شدت کے ساتھ کار فرما نظر آتا ہے۔ابتدا میں یہ مردوں سے نفرت، شادی سے فرار اور عبادت و زہد میں مردوں سے سبقت لے جانے کی کوشش کی صورت میں نظر آتا ہے لیکن ایک دفعہ مرد کے ہاتھوں شکست کھا کر اور اس کی محبت میں مبتلا ہو کر، اس کی بے وفائی کی توہین برداشت کرنے کے بعد احتجاجِ مردانگی دوسری شکل میں ظاہر ہوتی ہے اور وہ اپنے خالصتاً نسوانی حربوں کے ساتھ مردوں کے دل و دماغ پر اثر انداز ہو کر اور اپنی محبت میں انہیں قربان کر کے گویا ان کو نیچا دکھاتی ہے اور پہلے مرد سے اپنی شکست کا بدلہ لیتی ہے۔

عورت کی روحانیت کا ایک روپ "منوہر" کی حسین پجارن کی صورت میں سامنے آتا ہے جس کی ذات دنیاوی خواہشات اور لہو و لعب سے بالاتر تھی۔وہ تلسی دیوی کی پجارن تھی جس پر ایک یاتری عاشق ہو گیا اور عشق کے دیوتا کام دیو نے اس یاتری کے حق میں اپنے عمل سے پجارن کی عمر بھر کی تپسیا کو ضائع کر دیا۔اس کے قدموں کی لغزش سے چراغ گر جانے سے تلسی کے پودے کو آگ لگ گئی اور اس پر چراغ پا ہو کر دیوتاؤں نے پجارن کو ہر جنم میں محرومی، آزمائشوں اور مشکلات میں مبتلا رہنے کی سزا سنا دی۔اس سارے عمل میں سب سے بے قصور پجارن تھی۔محبت کی خواہش کرنے والا یاتری مرد تھا، اپنی طاقت کے زور پر قدم لڑکھڑا دینے والا دیوتا بھی مرد تھا، لیکن دونوں مرد صاف بچ نکلے اور عورت جس نے نہ تو خواہش کی تھی، نہ نیت اور نہ ہی عمل، اسے ناکردہ گناہ کی سزا سنا دی گئی اور سزا سنانے والے یہ سارے دیوتا بھی مرد ہی تھے۔پجارن کے ساتھ پیش آنے والی صورتِ حال انفرادی سطح پر ہی نہیں بلکہ اجتماعی سطح پر بھی معاشرے میں عورت کے ساتھ روا رکھے جانے والے رویوں کی عکاس ہے۔

مسز عبدالقادر کے افسانوں میں عورت کا مثبت کردار نمایاں ہے۔وہ ہمدرد، مدد گار اور مہربان ہے۔ باوفا اور باحیا ہے۔ وہ عموماً خیر کی علامت بن کر ہمارے سامنے آتی ہے۔"منوہر" میں رکمنی جو پجارن کا اگلا جنم ہے، نہایت خوش خلق، ملنسار، غریبوں اور معذوروں کی مدد کرنے والی اور محنت و

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-21

ماخذ تحقیقی مجلہ

مشقت سے عزت کی روٹی کمانے والی عورت ہے۔ جودھا اپنے قتل کی کوشش کرنے والے شوہر کو درگزر کرنے والی ہے اور فاخرہ، زیتون اور گیتی آرا اپنے بے پرواہ شوہروں کی پروا کرنے والی مخلص خواتین ہیں۔"یومِ محبت" کی ہاجرہ ایک پاکیزہ کردار سلیقہ شعار عورت ہے جو اپنی سچی محبت سے راہ گم کردہ محبوب کو پھر سے پا لیتی ہے تو وادیِ قاف کی گلِ نو ایک شرمیلی اور محبت کرنے والی لڑکی کا روپ ہے؛ لیکن اس کے ساتھ ساتھ عورت کے کردار کے منفی رخ بھی ان کی نظر سے پوشیدہ نہیں ہیں۔لہٰذا جہاں ان کہانیوں میں خوش خلق اور مہربان عورتیں ہیں وہیں تند خو، سخت گیر اور بدمزاج عورتیں بھی موجود ہیں۔"راہبہ" کی بوڑھی راہبہ ہیلن، "کاسۂ سر" کی ہانہ اور "گلنار" کی شہزادی ایسی ہی بے مہر عورتیں ہیں۔

> "راہبہ ہیلن نہایت سخت گیر اور چڑچڑے مزاج کی بے رحم عورت تھی۔ وہ خدا وندِ یسوع کی فرماں بردار بھیڑ ہونے کے باوجود غصہ کی حالت میں خون خوار بھیڑیا بھی بن جایا کرتی تھی۔"(۱۵)

ہانہ تندخُو اور بد مزاج ہی نہ تھی بلکہ لالچی بھی تھی جو مفلس عاشق کی محبت کو بے حقیقت اور بے قیمت سمجھتی تھی اور جس نے شادی کے لیے ایک کثیر رقم کی شرط عائد کر کے ایک اچھے بھلے نوجوان کو چوری کے راستے پر لگا کر بالآخر پھانسی کے تختے تک پہنچا دیا اور خود شادی کر کے آرام سے زندگی گزارنے لگی۔

"گلنار" کی شہزادی بھی سخت مزاج اور کمینہ خصلت عورت ہے جس کا باپ تو ایک اعلیٰ خاندان کا فرد تھا لیکن ماں ایک بازاری عورت تھی، جس کی تربیت اس کے رگ و ریشہ میں بسی ہوئی ہے۔ یہ ایک حاسد اور منتقم مزاج عورت ہے جو پہلے تو گیتی آرا کی مٹھائی میں زہر ملا کر اسے مارنے کی کوشش کرتی ہے اور جب اس میں ناکام رہتی ہے تو اس کی روح گیتی آرا کی پالتو بلی گلنار کے اندر حلول کر کے گیتی کو اپنے انتقام کا نشانہ بناتی ہے اور یکے بعد دیگرے اس کے نومولود بچوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتی ہے۔ یہ سنگ دل عورت سوکناپے کے روایتی جلاپے کا شکار ہے۔ایسا ہی ایک کردار ستیہ بالا کی سوکن نندنی کا ہے جو ستیہ بالا کو گھر سے نکلوانے پر ہی اکتفا نہیں کرتی بلکہ اس کے معصوم بچے کو زہر دے کر اپنے جلاپے کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-21
ماخذ تحقیقی مجلہ

"منوہر" کی رابعہ کی صورت میں ایک روایتی نند کا کردار سامنے آتا ہے۔ یہ ایک تندخُو اور آتش مزاج لڑکی ہے لیکن ساتھ ہی سازشی فطرت کی مالک بھی اور اپنی بھابھی کی ہزار منتوں کے باوجود اپنی لگائی بجھائی سے بھائی کو بیوی کے خلاف کر کے اور اسے گھر سے نکلوا کر ہی دم لیتی ہے۔

مسز عبدالقادر کے نسوانی کردار اپنے جذبات میں شدت پسند ہیں۔ راہبہ مریم، مریستار اور "منوہر" کی پجارن عبادت پر مائل ہوتی ہیں تو اس حد تک کہ دوسرے ہر جذبے کو پسِ پشت ڈال دیتی ہیں۔ مریستار بھٹکتی ہے تو ایسا کہ ہر سال نئے عاشق کی تلاش شروع کر دیتی ہے۔ شانتی کے سر میں حق بہ حق دار رسید کا سودا سماتا ہے تو دنیا کا ہر کام اسے بھول جاتا ہے۔ فاخرہ، جودھا، زیتون، گیتی آرا جب وفاداری کا دامن تھام لیتی ہیں تو پھر شوہر کی کوئی بے وفائی یا بے رخی انھیں اس سے منہ موڑنے پر مجبور نہیں کر سکتی۔ پربھا عرف شمس النہار بیگم اپنے شوہر شہزادہ مراد سے وعدہ کرتی ہے کہ اسے اس کے آباؤ اجداد کی قبروں کے ساتھ دفن کرے گی۔ موت اسے یہ وعدہ پورا کرنے کی مہلت نہیں دیتی تو صدیوں اس کی روح "ایفائے عہد" کے لیے بے قرار رہتی ہے اور بالآخر دو صدیوں کے بعد اپنے وعدے کو پایۂ تکمیل تک پہنچا کر ہی مطمئن ہوتی ہے۔ جذبات کی یہی شدت ہمیں عورت کے انتقام میں بھی نظر آتی ہے جو کبھی شہزادی کو موت کے بعد بلی کے روپ میں آنے پر مجبور کرتی ہے تو کبھی نندنی کو معصوم جان کو زہر دینے پر آمادہ کرتی ہے۔ "ناگ دیوتا" کی فاطمہ ڈاکٹر سے بے وفائی کا انتقام لینے کے لیے نوکرانی کے بہروپ میں اس کے ساتھ رہ کر اس کے تمام ارادوں کو ناکام کر دیتی ہے۔ اور تو اور دیوی بھی اس جذبے سے مغلوب ہوئے بنا نہیں رہ سکتی اور اپنے نومنتخب عاشق کی بیوی کو اسی کے ہاتھوں زہر دلواتی ہے:

> "چوں کہ خلیل کے گھر تم نے باوجود دیوی کی محبت کا اقرار کرنے کے، بیوی کی خوش نودی کے لیے اسے دیوی سے بہتر قرار دے کر دیوی کی توہین کی تھی، اس لیے وہ تمھاری بیوی کو ہلاک کر کے اپنے انتقام کی آگ بجھانا چاہتی تھی۔"(۱۶)

انتقام کا یہ جذبہ عموماً حسد اور رقابت کا شاخسانہ ہوتا ہے۔ عورت کے اندر یہ جذبہ اپنے چاہنے والے مرد کے حوالے سے بہت طاقت ور ہوتا ہے۔ دولت ماہی کا کہا گیا یہ جملہ کہ

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-21
ماخذ تحقیقی مجلہ

> "اچھا تو آپ نے اس کے سامنے کسی دوسری لڑکی کی تعریف کی ہو گی۔ تبھی تو اس پر ناگوار اثر پڑا۔ بھلا کوئی حسین اپنے مقابلے میں کسی دوسرے کی تعریف سن سکتا ہے۔"(۱۷)

عورت کی نفسیات پر روشنی ڈالتا ہے جو اپنے چاہنے والے مرد کی زندگی میں اپنے سوا کسی دوسری عورت کا وجود برداشت نہیں کر سکتی۔ "آواگون" کی لیجاوتی بھی اس تصور سے ہی خاکستر ہو گئی کہ اس کے محبوب شوہر کی زندگی میں کوئی دوسری عورت (ساوتری) اور بچہ (موہن) موجود ہے۔ بغیر تحقیق کے ہی اس کے دل میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی جس نے آگے چل کر اس کے سارے خاندان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

> "پریم کی بے وفائی سے میرا دل ٹوٹ گیا۔ میں رقابت کی آگ میں جل کر بھسم ہو گئی۔۔۔ اتفاقاً اسی دن مدن اور موہن مندر کے دروازے پر بیٹھے کھیل رہے تھے۔ موہن نے دروازہ بند کیا اور مدن کی انگلیاں اس میں آ گئیں جس سے مدن کی آدھی چھنگلیا بالکل کٹ کر الگ ہو گئی۔ میں پہلے ہی بھری بیٹھی تھی، اب تو میری آنکھوں میں خون اتر آیا۔ میں نے موہن کو خوب پیٹا اور ساوتری کی سخت بےعزتی کی۔ اب میں بہانے ڈھونڈ کر ساوتری سے لڑنے لگی۔ ہر وقت اس کو گالیاں دیتی اور اس کے بچے کو کوستی رہتی؛ لیکن اس نے کبھی مجھے کسی بات کا جواب نہ دیا۔ وہ نہایت صبر و تحمل سے سب کچھ سہتی اور میں اس کی خاموشی سے اور زیادہ چراغ پا ہوتی۔"(۱۸)

حسد کا یہ جذبہ بالآخر نہ صرف پریم اور ساوتری کی، بلکہ خود لیجاوتی اور اس کے بیٹے کی تباہی اور موت کا باعث بن جاتا ہے۔ عورت کے دل میں پیدا ہونے والے حسد اور رقابت کے اس جذبے کے پیچھے وہی معاشرتی نظام کا چکر ہے جس میں مرد طاقت کا سرچشمہ ہے اور اسے کھو دینے کا مطلب اقتدار سے محرومی ہے اور عورت اپنے اقتدار کو، خواہ وہ کتنے ہی محدود پیمانے پر کیوں نہ ہو، کھونے کا تصور بھی نہیں کرنا چاہتی۔ لہٰذا یہی خوف اسے دوسری عورت کے تصور سے بھی ہولا دیتا ہے اور وہ رقابت کا شکار ہو جاتی ہے۔

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-21

مسز عبدالقادر کی کہانیوں میں عورت دیگر حیثیتوں کی طرح ماں اور بیٹی کے کردار میں بھی اپنے روایتی انداز میں نظر آتی ہے۔ماں کے روپ میں عورت سراپا محبت اور شفقت ہے۔وہ یاسمین کی ایرانی النسل ماں ہو یا زیتون کی منہ بولی ہندوستانی ماں، جودھا کی ماں ہو یا مدن کی ماں لیجاوتی، سب محبت کا بحرِ بےکراں دل میں لیے ہوئے ہیں۔لیجاوتی جس کا شوہر اور بیٹا دونوں ایک ساتھ ہی قتل ہوئے ہیں، وہ شوہر کا صدمہ تو جھیل گئی ہے لیکن بیٹے کے غم نے اسے دیوانہ کر دیا ہے۔یہاں تک کہ اس کے تصور کے پیچھے بھاگتے ہوئے وہ دریا میں ڈوب کر موت کو گلے لگا بیٹھی۔ہاجرہ جس نے اپنے بیٹے کو دنیا کی نظروں سے چھپایا ہوا ہے، اپنی بے قرار مامتا کے ہاتھوں اس راز کو افشا کر دیتی ہے۔وادیِ قاف کی بے جی بھی محبت، شفقت اور مامتا کا پیکر ہیں اور تو اور شانتی جو لیجاوتی کا دوسرا جنم ہے، غیر شادی شدہ ہے لیکن جب موہن کے بیٹے کی شکل میں لیجاوتی کے بیٹے مدن کو دیکھتی ہے تو مامتا کے جذبے سے بے قرار ہو جاتی ہے اور مدن کو اپنا بیٹا ہی تصور کرتی ہے۔ماں کی محبت اس چھوٹے سے بچے کو بھی بے قرار کر دیتی ہے:

> ”محبتِ مادری کا لطیف اور پاکیزہ جذبہ تو ایک مانی ہوئی بات ہے مگر جو نظارہ اس وقت میرے پیشِ نظر تھا، میں اس سے انگشت بہ دنداں رہ گیا۔کیوں کہ جیسی حالت اس وقت شانتی کی تھی، ویسی ہی اس بچے کی بھی تھی۔جس وارفتگی سے وہ اسے پیار کر رہی تھی ،اسی طرح بچہ بھی کر رہا تھا۔“(۱۹)

ماں کی طرح بیٹی کی شکل میں بھی عورت محبت، اطاعت اور خلوص کا پیکر ہے۔یشودھا اپنے اس باپ سے بھی محبت کرتی ہے جس نے نہ صرف اس کی ماں سے بے وفائی کی بلکہ اسے قتل کرنے کی بھی کوشش کی۔جو اپنی بیٹی کے وجود سے بھی لاعلم ہے اور جو عیاش اور بدکردار بھی ہے۔لیکن یشودھا اپنے باپ کی پرستش کرتی ہے اور اس کو مشکل میں دیکھ کر اس کی غلطی کا الزام اپنے سر لے لیتی ہے جس کے نتیجے میں اسے کالج سے نکال دیا جاتا ہے لیکن وہ اپنے باپ کو رسوا نہیں ہونے دیتی۔اسی طرح زیتون اور ہاجرہ بھی والدین کی فرماں بردار بیٹیاں ہیں جو ان کے ہر فیصلے پر سر جھکا دینے کی عادی ہیں۔اور شانتی ایسی بیٹی ہے جو اپنے باپ کے پچھلے جنم کے کفارے کے لیے اور آنے والے جنموں کے سکھ کے لیے جان جوکھوں میں ڈالنے سے بھی نہیں چوکتی۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-21

مسز عبدالقادر کے اکثر افسانوں میں عورت کی فطرت کے باہمی تقابل کی صورتیں نظر آتی ہیں۔ مثلاً گیتی آرا اور شہزادی دونوں سوکنیں ہیں لیکن گیتی آرا خوش گفتار، متحمل مزاج، صابر، قانع اور ایثار پیشہ ہے جس سے اس کی سوکن شہزادی کو کوئی خطرہ نہیں۔ لیکن شہزادی ایک تندخُو، بد فطرت، کینہ پرور اور منتقم مزاج عورت ہے جو اپنی سوکن کے وجود کو برداشت نہیں کر سکتی۔ اسی طرح مالا اور متوالا جو بظاہر ایک ہی شخصیت کے دو روپ ہیں، بہ باطن ایک سراپا خیر اور دوسری سراپا شر ہے۔ انھی کی طرح "ارواحِ خبیثہ" کی فاخرہ اور کئی نسلیں پہلے اسی کے خاندان کے ایک سردار کی بیٹی ہیں، جو شکلاً بالکل ایک سی ہیں لیکن فطرتاً ایک جفا پیشہ اور دوسری وفا شعار ہے۔ سردار کی بیٹی نے شوہر کا خون کر دیا اور اس کی جان لے کر عاشق کے ساتھ فرار ہو گئی لیکن فاخرہ نے شوہر کو خون دے کر اس کی جان بچا لی اور اپنی جان دے دی۔ وادیِ قاف میں گلِ نو ایک شرمیلی لڑکی ہے جو انوار سے سچی محبت کرتی ہے لیکن اپنی غریبی کی وجہ سے اور بے جی کے کہنے پر اظہارِ محبت نہیں کرتی لیکن اس کے مقابلے میں مغلان کا کردار ہے جو ایک بے باک اور نڈر لڑکی ہے اور وہ انوار کو اپنی محبت کا یقین دلانے کی ہر ممکن کوشش کسی جھجھک یا شرم کے بغیر کرتی ہے۔

مسز عبدالقادر کے افسانوں کے مرد کردار اکثر بے وفا اور ہر جائی ہیں۔ ان میں اخلاص کی بھی کمی ہے۔ وہ معاشرے کا طاقت ور طبقہ ہیں جن کی نظر میں عورت کی حیثیت ایک باندی، ایک زیر دست ہستی یا ایک وقتی دلچسپی سے زیادہ نہیں۔ لیکن عورت اپنی صنفی کمزوری اور معاشرتی کم حیثیتی کے باوجود انہیں زیر کرنے کے کئی حربے رکھتی ہے۔ کہیں وہ انھیں اپنے حسن کے بل پر فتح کرتی ہے، کہیں ناز و ادا سے قابو کرتی ہے، کہیں محبت فاتحِ عالم کا سہارا لیتی ہے اور کہیں آنسوؤں کے ہتھیاروں سے چت کر دیتی ہے:

> "در حقیقت آنسو عورت کا زبر دست ہتھیار ہے جسے دیکھ کر مضبوط سے مضبوط ارادے کا مرد بھی زیر ہو جاتا ہے۔ آہ میں بھی اِن صدفانِ گوہر بار کو دیکھ کر بے تاب ہو گیا اور ان خوش نما آنسوؤں نے مجھے مغلوب کر لیا۔ افسوس میں نے اپنا مقدس عہد توڑ کر اسے اس وادی کا راز بتا دیا۔"(۲۰)

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-21

"شہزادی شکل و صورت میں تو گیتی آرا کا مقابلہ نہ کر سکتی تھی مگر ناز نخروں میں طاق تھی۔مرد کی تسخیر کا گر جانتی تھی۔"(۲۱)

عورت کے ہزار روپ ہیں لیکن مسز عبدالقادر کے افسانوں میں بیان کردہ تمام روپ اپنے روایتی رنگ میں نمایاں ہیں۔ان کی عورت مستقل مزاج، پختہ ارادے کی مالک، حوصلہ مند، وفا شعار اور جاں نثار ہے۔وہ حسین ہے، ذہین ہے، صابر و شاکر ہے، وضع دار ہے، حساس ہے، ہم درد ہے اور محبت کرنے والی ہے۔وہ اپنی حق تلفی کو محسوس کرتی ہے لیکن ابھی برابری کی سطح پر حق لینے کا سلیقہ نہیں جانتی۔ مگر وہ اپنی ذات کے امکانات سے بے خبر بھی نہیں ہے، اسی لیے کبھی ہار نہیں مانتی۔ان کے افسانے عورت کی محبت کے پاکیزہ پہلوؤں کو بیان کرتے ہیں۔اس محبت میں رشتوں کا تقدس اور احترام شامل ہے۔اسی وجہ سے ان کی عورت میں ایک مخصوص وضع داری قائم رہتی ہے۔عورت کی محبت کا جنسی اظہار ان کے ہاں تقریباً مفقود ہے،اور اگر کہیں ہے بھی تو منفی رجحان کی صورت میں۔

مسز عبدالقادر کے ہاں اگرچہ ایک گھریلو عورت نظر آتی ہے لیکن یہ کوئی بزدل اور بات بات پر ڈر جانے والی سہمی اور گھبرائی ہوئی عورت نہیں ہے بلکہ مضبوط، نڈر اور بہادر ہے۔اسی لیے کار زارِ حیات میں مرد کے دوش بہ دوش ہے۔مرد جب کارگہِ حیرت وطلسم کے راز افشا کرنے کے لیے نکلتا ہے تو یہ اس کا ہر اول دستہ ہوتی ہے۔جمیل اور مستری اگر دولت ماہی کی اصلیت جاننا چاہ رہے ہیں تو فیروزہ بائی اُن کے لیے مخبری کے فرائض انجام دے رہی ہے اور قریب المرگ راہبہ اس شیطانی کاروبار کے خاتمہ کے لیے ان کے ہمراہ ہے۔چراغ اور مشتاق اگر سردار کے راز کو طشت از بام کرنے کے لیے پھر رہے ہیں تو فرزانہ ان کی راہ برو راہ نما ہے۔ڈاکٹر کے ارادوں کو ناکام بنانے کے لیے فاطمہ موجود ہے اور سیاہ ہیرے کی تلاش میں اگر پریم جا رہا ہے تو شانتی اس سے آگے ہے اور ماتا جی رادھا بھی اس مہم میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔یوں ان کے افسانوں کی عورت مظلوم تو ہے لیکن مفلوج نہیں۔وہ کونے میں منہ دیے نہیں بیٹھی بلکہ معاملاتِ زندگی میں اپنا بھرپور کردار ادا کر رہی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ مرزا حامد بیگ ، اردو افسانے کی روایت ۱۹۰۳ء۔۱۹۹۰، ص: ۵۹

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-21

۲۔ مسز عبدالقادر،شگوفہ، مجموعہ: راہبہ اور دوسرے افسانے، لاہور: اردو بک سٹال، بارِ دوم،۱۹۴۸ء،ص:۱۸۸

۳۔ مسز عبدالقادر، مجموعہ: راہبہ اور دوسرے افسانے، ص:۲۹

۴۔ ایضاً ، ص:۱۲

۵۔ مسز عبدالقادر،زیتون، مجموعہ: لاشوں کا شہر و دیگر افسانے،لاہور: اردو بک سٹال، اشاعتِ نہم، ۱۹۵۵ء، ص:۱۰۵،۱۰۶

۶۔ مسز عبدالقادر،راہبہ، مجموعہ: راہبہ اور دوسرے افسانے ،ص:۷۶،۷۷

۷۔ مسز عبدالقادر،یومِ محبت، مجموعہ: لاشوں کا شہر و دیگر افسانے،ص:۲۳۹

۸۔ مسز عبدالقادر،پاداشِ عمل،مجموعہ: صدائے جرس، لاہور: اردو بک سٹال، س۔ن، ص:۲۱۴،۲۱۵

۹۔ ایضاً ، ص:۲۲۲

۱۰۔ مسز عبدالقادر،راہبہ، مجموعہ: راہبہ اور دوسرے افسانے، ص:۳۴،۳۵

۱۱۔ ایضاً ، ص:۴۱

۱۲۔ ایضاً ، ص:۱۲

۱۳۔ ایضاً ، ص:۹۴

۱۴۔ مسز عبدالقادر،صدائے جرس، مجموعہ: صدائے جرس،ص:۳۱

۱۵۔ مسز عبدالقادر،راہبہ، مجموعہ: راہبہ اور دوسرے افسانے، ص:۳۲،۳۳

۱۶۔ مسز عبدالقادر،صدائے جرس، مجموعہ: صدائے جرس،ص:۳۶

۱۷۔ مسز عبدالقادر،راہبہ، مجموعہ: راہبہ اور دوسرے افسانے، ص:۴۸

۱۸۔ مسز عبدالقادر،آواگون، مجموعہ: لاشوں کا شہر و دیگر افسانے،ص:۱۷۳،۱۷۴

۱۹۔ ایضاً ، ص:۲۱۱

۲۰۔ مسز عبدالقادر،بلائے ناگہاں، مجموعہ: صدائے جرس،ص:۱۸

۲۱۔ مسز عبدالقادر،گلنار، مجموعہ لاشوں کا شہر و دیگر افسانے،ص:۶۶